44997 ـ خاوند كى اجازت كے بغير ميكے والوں كا بيوى كو لے جانا

سوال

ميرا ايك بھائى كئى برس سے شادى شدہ ہے اور اس كى اولاد بھى ہے، اس كا اپنى بيوى كے ساتھ اكثر اختلاف ہوتا رہتا ہے اور پھر وہ دونوں صلح بھى كر ليتے ہيں، ليكن اس آخرى بار اس كى بيوى نے اپنى ساس اور سسر كو گاليان دى اور پھر زبان درازى كرتے ہوئے خاوند پر ہاتھ بھى اٹھايا.
اور بعد ميں اپنے ميكے والوں كو اس جھگڑے كا بتايا تو وہ آ كر خاوند كى اجازت كے بغير بيوى كے لےگئے، بيوى كے خاندان والوں ميں فاسق و فاجر قسم كے افراد بھى ہيں اللہ جانتا ہے كہ ان ميں بہت زيادہ بےدينى ہے.
ہم نے كئى بار انہيں نصيحت بھى كى ليكن اس كا بھى كوئى فائدہ نہيں ہوا، آپ سے گزارش ہے كہ آپ اس سلسلہ ميں كوئى مدد كريں، اور ہمارى راہنمائى فرمائيں كہ اس معاملہ كو نپٹانے كے ليے ہميں كس محكمہ يا عدالت ميں جانا چاہيے ؟

پسنديدہ جواب

الحمد للہ.

اول:

خاوند كى اجازت كے بغير بيوى كا گھر سے نكلنا حلال نہيں، بلكہ كچھ اہل علم تو اسے نشوز يعنى اس نافرمانى كے حكم ميں شامل كرتے ہيں جس كا قرآن مجيد ميں بيان ہوا ہے اور اسے خاوند كى اطاعت سے نكل جانا شمار كرتے ہيں، ليكن اگر اس سلسلہ ميں كوئى عذر ہو تو پھر نہيں، مثلا يہ كہ خاوند اپنى بيوى كو تكليف و اذيت ديتا ہو جسے دور كرنا ممكن نہ ہو.

پھر يہ بھى ہے كہ بيوى كا اپنے خاوند كو اپنے بدن سے روك دينا ايسا عمل ہے جس كى بنا پر نان و نفقہ ساقط ہو جاتا ہے، كيونكہ فقہاء كرام نے اسے نشوز شمار كيا ہے.

ديكھيں: المغنى (8 / 182).

دوم:

آپ كے بھائى كو چاہيے كہ وہ حكمت و دانائى كے ساتھ اپنى بيوى كو اپنے گھر واپس لائے اور اسے وعظ و نصيحت كرتے ہوئے اللہ كا خوف دلائے، اور اسى طرح اپنے سسرال والوں كو بھى وعظ و نصيحت كرے، اور اگر وہ خود ايسا

نہیں کر سکتا تو پھر خاندان کے حل و عقد اور اہل علم افراد سے معاونت لے کہ وہ اس موضوع کو حل کرنے میں دخل دیں.

آپ کے بھائی کو اس سلسلہ میں جلدبازی نہیں کرنی چاہیے بلکہ وہ سوچ و بچار اور غور و فکر کے بعد ہی کوئی فیصلہ کرے، کیونکہ جلد بازی شیطان کی طرف سے ہوتی ہے اور سوچ و بچار کے بعد ٹھنڈے دل سے فیصلہ کرنا اللہ کی جانب سے.

جیسا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا بھی فرمان ہے علامہ البانی رحمہ اللہ نے سلسلۃ الاحادیث الصحیحۃ حدیث نمبر (1795) میں اس حدیث کو صحیح قرار دیا ہے.

اور ہو سکتا ہے آدمی جب غصہ کی حالت میں کوئی فیصلہ کر بیٹھے تو بعد میں اسے اپنے فیصلہ پر اس وقت نادم ہونا پڑے جب ندامت کو کوئی فائدہ نہ ہو.

آپ کے بھائی کو صبر و تحمل سے کام لینا چاہیے اور وہ کئی برس سے بیوی کے مابین جو اختلافات ہیں انہیں حل کرنے کی کوشش کرے، اور اسے چاہیے کہ وہ ماضی کو بھول کر اپنی بیوی کے ساتھ ایك نئی زندگی کا آغاز کرے.

سوم:

کوئی بھی انسان مکمل اور کامل نہیں کہ اس سے غلطی نہ ہوتی ہو، اس لیے ہم نیکیوں اور اچھائی کو قبول کریں اور غلطی اور برائی سے صرف نظر کرتے ہوئے چشم پوشی سے کام لیں، اور پوری حکمت و دانائی کے ساتھ اس کی اصلاح کرنے کی کوشش کریں اور اس میں عقلمندی اختیار کریں.

اور پھر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے:

" کوئی مومن شخص کسی مومنہ عورت سے بغض نہیں رکھتا، اگر وہ اس کے کسی ایك اخلاق کو ناپسند کرتا ہے تو وہ اس کے دوسرے اخلاق سے راضی ہو جائیگا "

امام نووی رحمہ اللہ کہتے ہیں:

" خاوند کو چاہیے کہ وہ اپنی بیوی سے ناراض نہ ہو، کیونکہ اگر اس کی کوئی عادت اور اخلاق اسے برا لگتا ہے تو اس میں ایسا اخلاق بھی پائیگا جو اسے اچھا لگےگا اور وہ اس سے راضی ہوگا، کہ ہو سکتا ہے بیوی بدزبان ہو لیکن دین والی ہو، یا پھر خوبصورت ہو یا عفت و عصمت کی مالك یا اس پر شفقت کرنے اور اس سے نرمی و رحمدلی برتنے والی ہو " اھـ

لوگ ایسے ہی ہیں ان میں نیکیاں اور برائیاں دونوں پائی جاتی ہیں، لیکن عقلمند وہی شخص ہے جو نیکیوں اور برائیوں کا موزانہ کرے، ہمیں چاہیے کہ ہم نیکی قبول کریں اور برائی و غلطی سے تجاوز و درگزر کرتے ہوئے اس کی اصلاح کی کوشش کریں.

چہارم:

اگر خاوند مندرجہ بالا سارے امور پر عمل کرتا ہے لیکن پھر بھی بیوی کی حالت میں تبدیلی نہیں آئتی تو پھر اسے اس مسئلہ کو حل کرنے کے لیے شرعی عدالت سے رجوع کرنا چاہیے.

اللہ سبحانہ و تعالی سب مسلمانوں کے حالات کی اصلاح فرمائے.

واللہ اعلم.